یہ کتاب اخلاقی حکایات اور آغا محمد خان قاچار اور فتح علی شاہ قاچار کے وقائع سلطنت پر مشتمل ہے۔ اس کا مؤلف محمد ندیم (متوفی: ۱۲۴۱ھ/۱۸۲۵ء) تیرھویں صدی ہجری کا ایک اہم شخص ہے۔

ان کتابوں میں، جو صوفی شیوخ کے حالات زندگی پر لکھی گئی ہیں، عام طور پر ایسی حکایات بیان کی گئی ہیں جن میں ان کے اعمال، کرامات اور احوال زندگی کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ دوسری کتابیں بھی اس ذیل میں آتی ہیں جن کی حکایات درحقیقت رجال کے مختلف طبقوں کے بیان میں ہیں۔ مثلاً: نظامی عروضی کا "چہار مقالہ" اس میں سلاطین کے ندماء کے چار طبقوں (طبیب، منجم، شاعر اور دبیر) کا متعلقہ مقالات میں تعارف کرایا گیا ہے۔ اسی کے ساتھ، اس کتاب میں ان ندماء کے چار طبقوں کے شرائط کار اور ان کے فرائض کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ مؤلف اپنے بیانات کی تصدیق و تائید میں کچھ حکایتیں بھی بیان کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس قسم کی کتابوں کو تذکروں کے ذیل میں شمار کیا جانا چاہیے کیونکہ ان کتابوں سے جو فائدہ اب ہوتا ہے وہ بیشتر بزرگوں کے احوال زندگی سے متعلق ہے۔

تاریخ ہند پر نئی روشنی : مترجم ڈاکٹر فاروقی۔

ساتویں صدی ہجری کی ایک قلمی کتاب کے ان بیانات کا اردو ترجمہ جو محمد تغلق کے دورِ حکومت اور قرونِ وسطیٰ کے ہندی رسم و رواج اور رواج سے متعلق ہیں۔ یہ بیانات مصری مصنف کتاب نے ان پڑھ فیرول سیاحوں اور سفیروں سے براہ راست اخذ کیے تھے جو ہندوستان سے مصر جاتے رہتے تھے جن سے ہندوستان میں لکھی فارسی کتابوں کا دامن خالی ہے تعارفی مقدمہ کے علاوہ ترجمہ میں توضیحی حواشی بھی دیے گئے ہیں عربی متن بھی تصحیح کے بعد شامل کر دیا گیا ہے صفحات ۱۵۸ قیمت -/۳ مجلد -/۴

مکتبہ برہان، جامع مسجد دہلی ۶

ایک تاریخی واقعہ

حکیم الامۃ اور نوعمر طالب علم کا دلچسپ اور سبق آموز مکالمہ

جناب مولوی محمد احمد صاحب تھانوی

اہل علم و فضل میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور باکمال شعراء میں جناب اکبر الہ آبادی حکیم الامۃ کے لقب سے مشہور ہوئے اور حق یہ ہے کہ یہ دونوں بزرگ ہر حیثیت سے اس لقب کے مستحق تھے۔

حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات پر تو یہ لقب کچھ ایسا چسپاں ہوا کہ ان کے نام کا جزو ہی ہو گیا، حضرت موصوف نے نصف صدی سے زیادہ تک امت کی نبض پر جس حکیمانہ حذاقت کے ساتھ ہاتھ رکھا اور جس ڈھنگ سے اس کی ولولہ انگیز تربیت کی اس کو دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ وہ صحیح معنی میں "حکیم الامۃ" تھے، تعلیم و تربیت کے مختلف انداز ہوتے ہیں، وقت کے اس بہت بڑے بلکہ عدیم النظیر عالم دین نے اصلاح و تربیت کا جو نقشہ تیار کیا تھا وہ اپنے رنگ میں لاجواب تھا، بے شمار طالبانِ حق نے اس سے فائدہ اٹھایا اور امت کی رہنمائی کے لائق ہوئے، حضرت کی حاضر جوابی اور نکتہ رسی ضرب المثل ہے، مخاطب کے ذہن کو سمجھ کر جس طرح اس کو اپنی گرفت میں لیتے ہیں اس کا اندازہ ان کی سیکڑوں تصنیفوں اور بے شمار تقریروں

اور وعظوں سے بخوبی ہو سکتا ہے، پچھلے دنوں جناب مولوی محمد احمد صاحب تھانوی ہندوستان تشریف لائے تو انھوں نے اس نفیس تحفے کا ذکر کیا، طے کر لیا گیا کہ اس مکالمے کو "برھان" میں شائع کیا جائے گا، دیکھیے بات ایک معمولی دعوت کی ہے، لیکن حکیم الامت نے اس میں اپنے اندازِ تربیت اور نکتہ آفرینی کے جو جوہر دکھائے ہیں ان کی کیا شان ہے، ہم اس تحفے کو مولوی صاحب موصوف کے شکریے کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ ——— (ع)

سنہ ۱۳۴۹ھ کا واقعہ ہے جب کہ میں بالکل نو عمر تھا اور حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ ہی کے مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون' میں زیر تعلیم تھا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ اور حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب قبلہ مدظلہٗ تشریف لائے اور غریب خانہ پر قیام فرمایا۔ صبح کو والدہ صاحبہ مرحومہ نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت حکیم الامت کی خدمت میں حاضر ہو کر آج دوپہر کی دعوت کی درخواست پیش کر دے۔ چنانچہ میں حضرت حکیم الامت کی خدمت میں خانقاہ پہنچا تو اس وقت صبح کی خصوصی مجلس ہو رہی تھی اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ اور حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب قبلہ مدظلہ العالی بھی مجلس میں حاضر تھے۔ دو یا تین مہمان اور تھے جن کے نام اب مجھ کو یاد نہیں رہے۔ میں نے والدہ صاحبہ مرحومہ کی طرف سے دعوت کی درخواست پیش کی اور جو گفتگو اس سلسلے میں میری اور حضرت حکیم الامت کی ہوئی وہ درج ذیل ہے:

محمد احمد — والدہ صاحبہ نے سلام عرض کیا ہے اور درخواست کی ہے کہ آج دوپہر کی دعوت منظور فرمالیں۔

حکیم الامت — میرا معمول اب دعوت منظور کرنے کا نہیں رہا۔

محمد احمد — حضرت کیوں معمول نہیں رہا۔

حکیم الامت — بہت سی مصالح کی بنا پر اب میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ کسی کی دعوت منظور نہ کروں۔

محمد احمد حضرت وہ مصالح کیا ہیں جنھوں نے معمول بدلنے پر مجبور کر دیا۔

حکیم الامت اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں اور اپنے گھر کی معمولی ہی روٹی میں راحت ہے۔

محمد احمد حضرت وہ مصالح معلوم ہو جاویں تو بہتر ہے۔

حکیم الامت اس کی کیا ضرورت ہے۔ بالآخر میں نے سوچ سمجھ کر ہی معمول بدلا ہے اور اس میں مجھ کو راحت ہے۔

محمد احمد میں والدہ صاحبہ کا نمائندہ بن کر آیا ہوں میں ان کو جا کر کیا جواب دوں، عذر معلوم ہو جاوے تو جا کر کہہ دوں کہ اس وجہ سے دعوت منظور نہیں ہو سکی۔

حکیم الامت منجملہ ان مصالح کے یہ ہے کہ میں چونکہ علیل ہوں اور پرہیزی کھانا کھاتا ہوں اس لیے دعوت کا مرغن کھانا نہیں کھا سکتا۔

محمد احمد حضرت کے لیے پرہیزی کھانا تیار کرا لیا جائے گا۔

حکیم الامت یہ مجھ کو گوارا نہیں کہ میری وجہ سے مستورات پر مہمانوں کے کھانے کے انتظام کے علاوہ میرے لیے پرہیزی کھانا تیار کرنے کا مزید بار اور ڈالا جائے ان کی اس مشقت سے مجھکو گرانی ہوگی۔

محمد احمد یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت کے لیے علیحدہ مستقل طور پر پرہیزی کھانا تیار نہ کرایا جائے بلکہ جو چیزیں مہمانوں کے لیے پک رہی ہیں ان ہی میں سے جس چیز کے کھانے کی معالج نے حضرت کو اجازت دے رکھی ہو، بس وہی نوش فرمادیں۔

حکیم الامت کیا کیا چیزیں پک رہی ہیں۔

محمد احمد مونگ کی دال، مرغ کا شوربہ اور توریاں

حکیم الامت شوربہ، مونگ کی دال اور توریاں کھانے کی مجھ کو اجازت ہے۔

محمد احمد بس تو حضرت صرف یہی چیزیں نوش فرمالیں۔

حکیم الامت ایک عذر یہ ہے کہ بوجہ علالت طبیعت ایک حال پر نہیں ہے۔ کبھی جلدی

بھوک لگتی ہے، اور کبھی بہت دیر تک بھی کھانے کی خواہش نہیں ہوتی۔ اگر جلد بھوک لگ آئی اور کھانے میں دیر لگی تو مجھ کو تکلیف ہوگی کیونکہ اب قوت برداشت ضعیف ہوگئی۔

محمد احمد　کھانا بہت سویرے تیار کرا لیا جائے گا تاکہ جلد بھوک لگ آنے کی صورت میں انتظار کی زحمت اور مشقت نہ ہو۔

حکیم الامت　تم کو کیسے معلوم ہوگا کہ بھوک لگ گئی اور کھانے کی خواہش ہوگئی۔

محمد احمد　یہاں ایک آدمی متعین کر دیا جائے گا وہ یہاں سہ دری کے باہر موجود رہے گا جس وقت کھانے کی خواہش ہو جاوے اس سے فرما دیں وہ فوراً مجھ کو اطلاع کر دے گا۔

حکیم الامت۔ اس کا تو میرے اوپر بار ہوگا کہ ایک آدمی صرف میری وجہ سے محبوس ہوا بیٹھا ہے اور میں یکسوئی سے اپنا کام نہیں کر سکوں گا۔

محمد احمد　اس کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ اس کام کے لیے یہاں مستقلاً کسی کو نہ بٹھلایا جاوے، بلکہ جو حضرات پہلے ہی سے یہاں خانقاہ میں مقیم ہیں ان میں سے کسی کو راضی کر لوں گا اور حضرت کو اس کا نام بتلا دوں گا جس وقت حضرت کو بھوک لگ جاوے ان سے فرما دیں وہ فوراً مجھکو خبر کر دیں گے۔

حکیم الامت۔ ایک عذر یہ بھی ہے کہ میں کسی کے مکان پر جا کر کھانا نہیں کھا سکتا۔ اول تو میزبان کی دلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ مہمان اس کے مکان پر جا کر کھائے علاوہ ازیں دعوت کا اصل مقصد باہم محبت اور مودت ہے اور یہ جب ہی حاصل ہوتا ہے کہ جب میزبان اور مہمان اکٹھے ہی بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ اور مجھ کو چونکہ آنت اترنے کا مرض ہے اور بعض وقت کھانا کھانے کے درمیان میں کھانسی وغیرہ کی وجہ سے آنت اتر جاتی ہے تو جب تک اس کو درست نہ کر لوں کھانا نہیں کھا سکتا۔

اور دوسرے کے مکان میں پردہ کرانے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔

محمد احمد　ہم سب تو حضرت کے ادنیٰ خادم ہیں اور ہم سب کے مکان بھی حضرت ہی کے مکان ہیں۔ پردہ کا اہتمام تو بہت معمولی بات ہے کوئی اور بڑے سے بڑا تصرف بھی مکان میں کرنا پڑے جو حضرت کی راحت کا سبب ہو تو ہم سب کے واسطے باعثِ صد افتخار اور مسرت ہے۔

حکیم الامت　مجھ کو ہرگز یہ گوارا نہیں کہ میری وجہ سے بے لطفی پیدا ہو اور دوسرے مہمانوں کو تکلیف ہو، ظاہر ہے کہ پردہ کرانے کی ضرورت پڑ گئی تو دوسرے مہمان بھی کھانا جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ تو میں ایسا کام ہی کیوں کروں جو میری اور دوسروں کی گرانی کا سبب بنے۔

محمد احمد　اس کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ حضرت کے لیے کھانا یہیں پہنچا دیا جائے، اور غریب خانہ پہلے جانے کی زحمت نہ دی جائے۔

حکیم الامت　اس میں تو میرے واسطے دوسری بڑی الجھن پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ ہم شیخ زادوں میں بچا ہوا کھانا واپس کرنے کا دستور نہیں بلکہ اس کو معیوب سمجھتے ہیں حالانکہ دعوت کا جو کھانا آتا ہے اس میں سے صرف کھانے کی اجازت ہوتی ہے۔ اس لیے مجھ کو اس کا بڑا اہتمام کرنا پڑتا ہے کہ بچا ہوا کھانا واپس چلا جاوے۔

محمد احمد　جو کھانا حضرت کے لیے بھیجا جاوے گا وہ سارا ہی حضرت کی ملک کر دیا جاوے گا تاکہ بچا ہوا کھانا واپس کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔

حکیم الامت　نہیں بھائی یہ مجھکو منظور نہیں۔ اس میں بڑی قباحت ہے۔ دیکھو وہ سامنے ترازو ٹنگی ہوئی ہے۔ میرے پاس جو چیز آتی ہے وزن کر کے دونوں گھروں میں برابر تقسیم کر دیتا ہوں۔ دعوت کا بچا ہوا کھانا تقسیم کرنے میں مجھکو بڑی کلفت اور زحمت ہوگی اور شاید ویسی تقسیم بھی نہ ہو سکے گی۔

محمد احمد اس کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ وہ دعوت کا کھانا پیرانی صاحبہ مدظلہا کی ملک کر دیا جائے تاکہ تقسیم کا سوال پیدا نہ ہو، اور اسی میں سے حضرت نوش فرمالیں۔ مقصود تو کھانا کھلانا ہے وہ اس طرح بھی حل ہو جاوے گا۔

حکیم الامت مجھ کو یہ یاد نہیں رہتا کہ آج کس گھر کھانا ہے کبھی بھول کر بڑے گھر چلا جاتا ہوں وہ کہہ دیتی ہیں کہ کھانا تو حاضر ہے مگر آج چھوٹے گھر کا نمبر ہے اور کبھی اس کا عکس ہوتا ہے۔ پھر وہاں سے نمبر والے گھر جا کر کھانا کھاتا ہوں۔

محمد احمد یہ تو کوئی مشکل بات نہیں میں ابھی جا کر معلوم کر لوں گا کہ آج کا کھانا بڑے گھر میں ہے یا چھوٹے گھر میں۔ جس کا نمبر ہوگا اسی کے مطابق کھانے کی تملیک کر دی جائے گی۔

حکیم الامت اس میں بڑی بدگمانی پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ دوسرے گھر یہ خیال ہوگا کہ دعوت کا کھانا آیا تھا مگر اس میں سے میرا حصہ نہیں آیا۔

محمد احمد اس کا سدباب اس طرح ہو سکتا ہے کہ جس گھر آج کھانے کا نمبر نہیں ہے میں خود وہاں جا کر یہ اطلاع دے دوں گا کہ دعوت کا کھانا حضرت کی ملک نہیں ہوگا بلکہ وہ پیرانی صاحبہ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اور اسی سے حضرت بھی کچھ نوش فرمالیں گے۔

حکیم الامت اب یہ عذر ہے کہ دوسرے احباب جو دعوت کرنا چاہتے ہیں اور میں اپنی دقتوں کی وجہ سے منظور نہیں کرتا اس میں ان کی دل شکنی ہوگی کہ ہماری دعوت تو منظور نہیں ہوتی اور ان کی منظور کر لی۔ بہت سے آدمیوں کی دلشکنی کے مقابلہ میں ایک آدمی کی دلشکنی گوارا کی جا سکتی ہے۔

محمد احمد سب کی دل شکنی تو اس مجبوری کے باعث ہوگی کہ وہ سارا بندوبست جو میں کر رہا ہوں نہیں کر سکتے اور جب کہ ساری دقتوں کا حل میں نے عرض کر دیا ہے،

تو پھر آخر میری والدہ کی دل شکنی کیوں ہو۔

حکیم الامت سب کو اس تفصیل کا علم نہیں ہو سکتا۔ وہ تو یہی سمجھیں گے کہ ان کی دعوت تو منظور کر لی اور ہماری نامنظور کر دیتے ہیں سو یہ دعوت اتنے مسلمانوں بلکہ احباب اور مخلصین کے قلوب میں بدگمانی اور گرانی کا سبب بنے گی، یہ مجھ کو گوارا نہیں، نہیں بھائی میں ایسا کام نہیں کرتا میں اس کا بہت خیال اور اہتمام رکھتا ہوں کہ کسی کے قلب میں بلاوجہ بدگمانی نہ ہو۔

محمد احمد حضرت تو دعوت منظور ہی نہیں فرما رہے اور نہ کھانا حضرت کے لیے بھیجا جاوے گا۔ طے تحریر ہوا ہے کہ یہ کھانا پیرانی صاحبہ مدظلہا کی ملک کر کے بھیجا جاوے گا اور اسی میں سے حضرت بھی نوش فرما لیں گے، لہٰذا اس دعوت کی منظوری اور ان سب احباب کی دعوت کی نامنظوری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حکیم الامت آخر دوسرے حضرات کو اس کا کیا جواب دیا جاوے گا کہ ان کے یہاں کا کھانا تو کھایا اور ہمارے یہاں کا نہیں کھایا۔

محمد احمد ان کو یہ مختصر جواب دیا جاوے کہ جو انتظام محمد احمد نے کر دیا وہ تم نہیں کر سکتے اور در اصل یہ میری دعوت بھی نہ تھی۔

حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ کے چہرہ پر اس جواب سے معمولی سے تبسم کے آثار نمایاں ہوئے اور فرمایا "بہت اچھا"۔

یہ ساری گفتگو نہایت سکون اور متانت کے ساتھ ہوتی رہی، اور حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ پر ذرہ برابر گرانی کے آثار پیدا نہیں ہوئے، اور حاضرینِ مجلس بھی خاموشی سے ساری گفتگو سنتے رہے اور میں خوش و خرم واپس چلا گیا اور والدہ صاحبہ مرحومہ کو ساری کیفیت سنا دی۔ بعد میں جب حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ غریب خانہ پر تشریف لائے تو بہت مسرت کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ بہت اچھی بحث کی یا یہ فرمایا کہ